

جمیل الرحمن

سکالرپن ایچ۔ ڈی اردو

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

"سنسکرت اردو لغت: مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد انصار اللہ" کا تحقیقی مطالعہ

Prof Dr. Mohammad Ansar Ullah has compiled a dictionary namely "Sanskrit Urdu Luaghat" that is a great work to understand the relationship of different languages of different ages of different areas. Sanskrit is a primitive language of subcontinent that remained the language of religious aristocracy and dogma. With the passage of time its usage became limited. Sanskrit has a great influence on local languages and Urdu too. In this article it has been tried to understand number of words that are commonly used and understood in Urdu and other languages at local level.

علم لسانیات پر کام کرنے والے محققین کی تعداد دوسرے موضوعات پر قلم اٹھانے والوں سے کم ہی رہی ہے۔ زندہ اور روزمرہ زبان و بیان کے وسیلوں کے طور پر استعمال ہونے والی زبانوں پر تو مختلف سطحوں پر کام جاری رہتا ہی ہے لیکن متروک، قدیم اور تاریخی حوالہ رکھنے والی بولیوں اور زبانوں پر تو کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اردو زبان و ادب کے حوالے سے اگر جائزہ لیا جائے تو، ماہرین لسانیات کے ہاں جن مباحث نے جنم لیا وہ اردو کے دامن کو وسیع کرنے اور دوسری زبانوں، لہجوں کو اپنے اندر قدرتی طور پر سمو لینے کی خاصیت کا رد کر دیتے ہیں۔ ماضی میں اردو کے مولد و ماخذ کی نشاندہی پر دور دور سے کوڑی لائی جاتی رہی ہے گویا ہر لسانی نظریہ اپنی جگہ پر مستقل اور قائم بالذات تھا۔ اردو کو عربی اور فارسی کے الفاظ و تراکیب نے بوجھل کر دیا گیا۔ مقامی بولیوں اور مذہبی، سنسکرت کے الفاظ کو وہ وقعت، رفعت اور مقام حاصل نہ ہو سکا جس کے وہ سزاوارتھے۔ یہ امر اردو کے لیے خوش آئند ہو سکتا ہے کہ اردو کو محض ایک علاقے، ایک مذہب اور ایک نسل کی زبان قرار دے کر جمود کا شکار نہ کیا جائے۔ ایک شخص کی طرح ایک زبان کو بھی ناروا تقدس، عظمت کی گرہوں میں باندھ دیا جاتا رہا ہے۔ یہی حال سنسکرت زبان کے ساتھ ہوا کہ ہندومت میں برہمن کے مذہبی تسلط کے اشارات میں ایک اشاریہ سنسکرت کی زبان کا بھی تھا جو عام لوگوں کے برعکس طبقہ خواص سے متعلق رہی۔ ہوتے ہوتے یہ زبان قصہ پارینہ بن گئی۔ لفظ "سنسکرت" کا مطلب اصلاح شدہ، پورا کیا گیا، چکا یا گیا، لپکایا ہوا، پاک شدہ ہے^(۱)۔ یہ حیثیت زبان تاریخ شاہد ہے کہ دربار شاہی میں سنسکرت کو وہ حیثیت حاصل تھی جو مسلمانوں کی ہندوستان آمد اور فتح کے بعد فارسی، اردو کے معنی کو حاصل رہی۔ اس ضمن میں شان الحق حقی نے لکھا ہے:

"جہاں تک سنسکرت کا تعلق ہے، یہ بات اب محتاج ثبوت نہیں کہ اس دور میں بھی جب کہ درباری و ثقافتی زبان سنسکرت کو اتنا مالا مال کیا، اپنے گھر میں پراکرت ہی بولتا تھا۔ یہ لسانی تاریخ کی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ آخر کار بازار کی زبان دربار کی زبان پر غالب رہتی ہے۔ آج کی شائستہ زبانیں ایک زمانے میں بازار کی بولیاں ہی تھیں، جیسے کہ فرانسیسی، ہسپانوی اور جدید اطالوی جنہوں نے کلاسیکی لاطینی کی جگہ لے لی اور وہ ایک تاریخی ترک بن گئی، وہ گھی اس بنا پر کہ سنسکرت کی طرح اسے بھی کچھ مذہبی تقدس حاصل تھا۔" (۲)

شان الحق حق نے اس نظریے کو رد کیا ہے کہ پراکرتیں سنسکرت کی بیٹیاں ہیں۔ سنسکرت زبان بھی دیگر زبانوں کی طرح اپنے آغاز سے ارتقائی منازل کی طرف بڑھی اور اس پر مقامی بولیوں کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک دلچسپ فروگزاشت جو ہمارے لغت نویسوں سے متعلق رہی ہے وہ یہ کہ انہوں نے سنسکرت اور ہندی کو بیشتر ایک ہی زبان سمجھا اور لکھا۔ اُردو کے بعض لغت نگاروں نے جیسے کہ پلیٹس اور فیلن، الفاظ کا اشتقاق بھی درج کیا ہے اور اکثر ہندی نژاد الفاظ کی سنسکرت شکلیں بتائی ہیں جبکہ اُردو لغت نگاروں نے اشتقاق لفظی کی طرف توجہ نہیں دی۔ عربی کے لیے "ع" فارسی کے لیے "ف" اور باقی الفاظ کے لیے ہندی کی "ہ" لکھنا کافی سمجھتے رہے ہیں۔ (۳)

سنسکرت اور ہندی کو ہندوؤں کی زبان بتانا اور ان کے جاننے اور سیکھنے سے کلیتاً دست کش ہو جانا ایک لسانی محرومی اور بد قسمتی ہے۔ ہندوستان میں سنسکرت پر بہت سا کام سامنے آیا ہے اور اُردو زبان میں سنسکرت کے حوالے سے کام کی ضرورت پر زور دیا جاتا رہا۔ خدا خدا کر کے "سنسکرت اُردو لغت" کے نام سے ڈاکٹر محمد انصار اللہ نے کم و بیش دو ہزار سنسکرت الفاظ کو دیوناگری رسم الخط کے بجائے اُردو رسم الخط مع اعراب مرتب کیا ہے جس کی اشاعت کا اہتمام مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد نے کیا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کے نزدیک سنسکرت اُردو لغت، اُردو کی پہلی لغت ہے جو اُردو رسم الخط میں تحریر کی گئی ہے۔ (۴) پرویز ظہیر احمد صدیقی (دہلی) نے اس لغت کو سرمایہ اُردو کے لیے خوش آئند قرار دیا اس کے ساتھ ہی اس کو وسعت دینے پر اصرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس لغت کا دائرہ محض مہرشی شیو برت لال ورمن کی تصانیف کے گرد گھوم رہا ہے مناسب ہو گا اگر انصار اللہ صاحب اس دائرہ کو وسیع کر دیں اور اس کے ساتھ، ایسے الفاظ کی ایک فہرست الگ بنا دیں جو اُردو کے لیے قابل قبول ہیں یا اُردو میں استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ کام اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے مفید ہو گا نیز سیاست نے جو زبانوں کے درمیان مغایرت کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں ان کو اگر توڑا نہیں جاسکتا جب بھی ان میں شکاف تو ضرور پیدا ہو جائے گا۔ یہ دونوں زبانوں کے لیے شگون نیک ہو گا۔" (۵)

پروفیسر ڈاکٹر محمد انصار اللہ نے اپنے مبسوط مقدمہ میں سنسکرت زبان کے وجود کا سراغ تاریخی، تہذیبی حوالوں سے لگایا کہ کس طرح آریاؤں اور دراوڑوں کے مابین تہذیبی، لسانی لین دین ہوا اور سنسکرت جیسی زبان کو فروغ حاصل ہوا

ان کے مطابق اس زبان کی ترویج اور بولنے چالنے میں صرف ہندو ہی پیش پیش نہ تھے بلکہ مسلمان علماء اور صوفیا نے تبلیغ دین کے لیے اس زبان کو سیکھا اور برتا۔ سنسکرت زبان کا رسم الخط، تلفظ اور املامور زمانہ کے ساتھ بدلتا رہا ہے۔ مذہبی زبان ہونے کے ناتے تمہل، ملایلم، تیلگو اور ہندی ناگری (دیوناگری) یا برہمی (براہمی) رسم الخط میں سنسکرت زبان کو محفوظ کر دیا گیا۔ گیتا، اپنشد، الوپنشد تک ہی یہ زبان محدود نہ رہی بلکہ سنسکرت زبان سے دیگر زبانوں اور دیگر زبانوں سے سنسکرت زبان میں ترجمے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

البیرونی نے "کتاب الہند" لکھ کر سنسکرت اور اس ملک کے حالات و معاملات سے واقفیت بلکہ مہارت کا عمدہ ثبوت پیش کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے سکوں پر سنسکرت زبان میں کلمہ طیبہ کا ترجمہ لکھوا کر نہ صرف اس زبان کو سلطنت کی زبان کا درجہ عطا کیا بلکہ ان سکوں کے توسط سے اسلامی عقائد کو ہندوستانیوں کی گروہوں میں بھی بندھوا دیا تھا۔^(۶) یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن پاک کا زبان سنسکرت میں ترجمہ کیا گیا اور رئیسہ بھوپال شاہجہان بیگم نے "خزانہ اللغات" (چھ زبانوں کا لغت) کے نام سے ایک لغت شائع کیا تھا۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی زبان کا راستہ قومی، مذہبی تعصبات کی بنیاد پر مسدود نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر محمد انصار اللہ نے اس لغت کی بنیاد تو مہرشی شیورت لال ورمین کی ان تصانیف پر رکھی جو سنسکرت سے اُردو کے قالب میں ڈھلیں۔ تاہم فاضل مصنف نے اپنے تئیں ان الفاظ کو بھی جگہ دی جو ہمارے میڈیا پر بالعموم استعمال ہوتے ہیں جنہیں اُردو دان طبقہ بھی سنسکرت سے اُردو میں ترجمہ شدہ کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- ۱۔ اپنشدوں کا فلسفہ یا اپنشد بھومیکا، امرتسر، جولائی ۱۹۶۲ء
- ۲۔ ایترہ اپنشد، الہ آباد، مارچ ۱۹۶۸ء
- ۳۔ پنچ وشی اُردو، لاہور، ۱۹۱۷ء
- ۴۔ چھاندوگیہ اپنشد، الہ آباد، جنوری تا جون ۱۹۲۹ء
- ۵۔ راج یوگ، لاہور، طبع اوّل
- ۶۔ سویتا سوتر اپنشد، الہ آباد، اپریل ۱۹۲۸ء
- ۷۔ شریمد بھگوت گیتا، سکندر آباد ۱۹۷۷ء
- ۸۔ قدیم آریاؤں میں علم تحریر کا رواج، ہریدوار ۱۹۰۳ء
- ۹۔ کوشیکی برہمن اپنشد، الہ آباد، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۳۸ء
- ۱۰۔ مہاراما، گورکھپور، ۱۹۳۸ء
- ۱۱۔ میتری اپنشد، بنارس، مئی ۱۹۲۸ء

۱۲۔ وضعدار موتی، لاہور، ۱۹۲۸ء

لغت میں درج الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ فہرست الفاظ میں ان لفظوں کا مطالعہ بڑا دلچسپ ہے جو اُردو زبان کے ساتھ پاکستان کے دیگر خطوں میں آسانی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔ قبل ازیں حافظ محمود شیرانی نے "بابر نامہ"، "آئین اکبری" اور "تازک جہانگیری" میں سنسکرت الاصل الفاظ کی نشاندہی کی تھی جو سرائیکی زبان بولنے والوں کے ہاں عام استعمال ہوتے ہیں۔^(۷) سنسکرت اُردو لغت سے ان الفاظ کی فہرست پیش ہے جو اس بات کے لیے دلیل ہے کہ یہ الفاظ اُردو بولنے والوں کے لیے کچھ اجنبی نہیں۔

آلس (سُت۔ کابل ص ۲۱)، اُپدیش (نصیحت۔ وعظ ص ۲۳)، اداس (پریشان ص ۲۵)، ایشٹ۔ ایشانگ (آٹھ اعضاء والا - چھٹانک ص ۶۸) آگن، آگنی (آگ۔ ص ۲۹) آن (اناج۔ غذا ص ۳۰)، انگ (حصہ۔ عضو۔ عضو ص ۳۱) انگل (انگشت۔ انگلی۔ ص ۳۱) ایکتا (یک سانیت۔ اتحاد ص ۳۴)، بانجھ (بغیر دودھ کی۔ ص ۳۵)، بل (طاقت ص ۳۶)، بندھ (باندھنا۔ جکڑنا ص ۳۶)، بھا (آگ۔ چمکنا۔ روشنی ص ۳۶)، بھسمن (راکھ۔ خاک ص ۳۷)، بھوگ (بھج۔ کھانا) کھانا پینا۔ بھگتنا۔ برداشت کرنا ص ۳۸) بھیل، بھیلو (ریچھ۔ بھالو ص ۳۸) پاپ (گناہ ص ۳۸)، پُران، پرانا (ماضی کے قصے ص ۴۱)، پور (جسم، شہر ص ۴۴)، پون (ہوا ص ۴۴)، بھل (شمر۔ نتیجہ ص ۴۵) سڈ (ماردھاڑ۔ ص ۴۵)، شپ (آگ۔ گرمی۔ سورج ص ۴۵) تھتکار (تھو تھو کرنا ص ۴۷)، جاپ (دعا کرنا۔ تسبیح کرنا ص ۴۷)، جل (پانی۔ چراغ کی لو ص ۴۸)، جھنکار (جھنجھناہٹ ص ۴۹)، چر (گھاس چرنا، کھانا، مشق کرنا ص ۵۰)، چنتا (فکر۔ غور ص ۵۰)، چول (اٹھانا ص ۵۱)، چیلیم، چیل (لباس، خادم ص ۵۱)، چھایا (سایہ، بھجاؤں ص ۵۱)، داس (مرید۔ غلام ص ۵۲)، درشن (دیکھنا ص ۵۲)، ڈو (دو۔ دونوں ص ۵۳)، ڈویت (ڈوئی۔ شرک ص ۵۴) دیو جو دنیا کو تماشا گاہ سمجھ کر کھیلتا ہے ص ۵۴)، دیوتا (چکنے والا، دیو کی مورت، آفتاب ص ۵۴)، دھرم (جو بات دل سے اختیار کی جائے۔ مذہب ص ۵۵)، ڈمرو (ڈگڈگی ص ۵۶)، ڈوم (ہندوؤں کی بہت نیچی ذات یہ بین بجاتے اور تھرکتے ہیں۔ ص ۵۶)، ڈھور (جانور۔ مویشی ص ۵۴)، راج (سردار۔ راجا ص ۵۴)، راش، راشی (بارہ بروج آسمانی، اعلا، ڈھیر، کھلیان، ذخیرہ ص ۵۴)، رام (حسین، محبوب، سانولا ص ۵۷)، رس (جوہر، عرق، پانی ص ۵۴)، رسیہ (رس والا، پسندیدہ ص ۵۸)، رشی (روشنی کی کرن، سنیا سی، نیک روح ص ۵۸)، روپیہ (چاندی یا سونے کا سکہ ص ۵۹)، روپ (جسے دیکھا جاسکے۔ صورت ص ۵۹) سادھ، سادھو (سادھنا کرنے والا، عمدہ، مقدس ص ۶۰)، ساگر (سمندر۔ بحر ص ۶۰) سانجھ (شام، دن کا آخر ص ۶۱)، سایہ (شام، آخر ص ۶۱) سجن (عزیز۔ رشتہ دار ص ۶۲) سرنگ (زمین کے نیچے کھود کر بنایا ہوا رستہ ص ۶۲)، سوروپ، سُروپ (اپنی صورت۔ حُسن ص ۶۲) سندیش، سندیا (پیغام۔ خبر ص ۶۵) سواد (مزا۔ لذت ص ۶۶)، سوموار (دو شنبہ۔ پیر ص ۶۷)، سُونمبر (اپنے لیے بر یعنی شوہر انتخاب کرنا ص ۶۸)، شانت، شانتی (سکون، خاموشی ص ۶۸)، شبد (آواز۔ لفظ۔ شعر کی ایک قسم ص ۶۸)، ثری (حسن۔ عظمت ص ۷۰) شکنتلا (مشہور ڈراما۔ مینکا پری کی بیٹی ص ۷۰) شلوک (تحسین کرنا، شعر، ضرب المثل ص ۷۰)، کاٹھ، کاٹھی (جسمانی ساخت ص ۷۲)، کال (وقت۔ رُت۔ موت کا دیوتا ص ۷۲) کانثر (ایک آنکھ والا

-کانا ص ۷۲)، کَشٹ (دکھ-تکلیف ص ۷۴)، کَل (مشین)، کَلنک (داغ-کالا دھبہ-بدنامی ص ۷۴)، کھاٹ (ارتھی جس پر مُردہ کو رکھ کر چتا تک لے جاتے ہیں ص ۷۶)، کھاد (کھانا-ٹگنا ص ۷۷)، کھنڈت (برباد-ٹکڑے ٹکڑے ص ۷۷)، گا (چلنے والا-شلوک-شعر ص ۷۸)، گاتر، گویا (موسیقار ص ۷۸)، گال (گالی-بدکلامی ص ۷۸)، گبھیر (گھنا، گہرا-سنجیدہ ص ۷۸) گرنا (متحرک ہونا ص ۷۹)، گرنتھ (کتاب-دولت سرمایہ ص ۷۹)، گل (گلا-گردن) گن، گنٹر (وصف اچھا اور بُرا ص ۸۰)، گوتم (جنت کی خواہش میں تھکا ہوا-رشی-بُدھ ص ۸۰)، گورو، گرو (گری بولنا-وعظ و تلقین کرنے والا ص ۸۱)، گُپھا (گڑھا-غار-بل-چھپنے کی جگہ ص ۸۱)، گیان (معرفت-علم عرفان ص ۸۱)، گیتا، گیت (مکالماتی نظمیں-گیتا ص ۸۱)، گھاس (خوراک) لالا (تھوک-رال ص ۸۲)، بوجھ (لاچ-حرص ص ۸۳)، لوک (نظام عالم-سیارہ-جنت اور جہنم ص ۸۳)، لونر، لُون (کھاری-نمکین-محبوب-جہنم کا ایک طبقہ ص ۸۴)، مالا (ہار-لڑی ص ۸۵)، مانس (گوشت ص ۸۵) لوہ (لال رنگ کا، تانبے یا لوہے کا بنا ہوا ص ۸۴) لیپ (اٹن-مرہم ص ۸۴)، لیل (کھیل-تماشا ص ۸۴)، ماس (مہینا-بارہ کا عدد ص ۸۵)، مانسک (قصائی ص ۸۰)، مایا (طسم-خیال-فریب-جعل ص ۸۰)، مچھ (مچھلی ص ۸۶)، مَس (سیاہی-کاجل-سرمہ ص ۸۶)، مکت (چھکارا-نجات ص ۸۶)، کھیا (سردار-بڑا ص ۸۷)، مل (میل-گندگی-گوبر ص ۸۷)، متا (دل کا جذبہ-اپنا نفع ص ۸۷)، ملیچھ (غیر مہذب-پردہ-غیر آریہ-ناپاک ص ۸۷)، مُنش (من والا-سوچنے والا-آدمی ص ۸۸)، مُنش (دل-فہم-عید-خواہش ص ۸۸)، موہ (غشی-بے ہوشی-دکھ-دھوکا-غلط فہمی ص ۸۹)، موہن (بے قرار کرنے والا-پرکشش-دلفریب ص ۸۹)، مہابھوت (پانچ ہیں: آسمان-زمین-ہوا-آگ اور پانی ص ۸۹)، ناتھ (خدا-محافظ-نیل کی ناک میں ڈالا ہوا رسہ ص ۹۰)، ناٹ (رقص ص ۹۰)، ناج (اناج-غذا ص ۹۰)، ناستک (بد مذہب-بے دین-دہریہ ص ۹۱)، ناگ (سانپ-کالاسانپ-ایک خیالی دیوتا جس کا سر آدمی کا باقی دھڑ سانپ جیسا ہے اور جو پاتال میں رہتا ہے ص ۹۱)، نام (اسم ص ۹۱)، ناوا (کشتی-ناؤ ص ۹۲) نِت (ہیشہ-دائم ص ۹۲)، نرل (شفاف-صاف)، نرکس (بے مزہ-پھیکا)، نروان (پھونک مار کر اڑا دینا-دائمی سکون-نجات ص ۹۳)، نسکار، نَمسیت (سر جھکانا-پوجا کرنا-مُودبانہ آداب ص ۹۴)، نہیہ (نہیں-قطع نہیں ص ۹۴)، نہیہ (محبت-تعلق ص ۹۰)، واگا (واگ-باگ-لگام ص ۹۶)، وانثر (بان ص ۹۶)، وچار، بچار (فکر-غور-خیال ص ۹۷)، وچارک (غور کرنے والا-فیصلہ کرنے والا ص ۹۷) وس (بَسنا-رہنا-ٹھہرنا ص ۱۰۰)، ون، بن (جنگل ص ۱۰۲) یوگ، جوگ (حقیقت تک پہنچنے کا طرزِ عمل اور فلسفہ، عبادت-یکسوئی ص ۱۰۸)۔

سنسکرت زبان سے آنے والے ان الفاظ کو ہمارے خطے کے لوگ نہ جانے کتنی صدیوں سے بلا سوچے سمجھے بولتے چلے آ رہے ہیں۔ لفظ کبھی بھی مجرد اور حادثاتی طور پر جنم نہیں لیتے بلکہ ان کے عقب میں ایک بھرپور تاریخی روایت، میتھ (Myth) اور تہذیبی شعور موجود ہوتا ہے۔ تاریخ عالم اور تاریخ انسان پر نظر رکھنے والے لسانی شاختوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

حوالہ جات

- ۱۔ محمد انصار اللہ، ڈاکٹر، سنکرت اُردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم ۲۰۰۷ء ص ۶۵
- ۲۔ شان الحق حقی، لسانی مسائل و لطائف مشمولہ مضمون اُردو اور سنکرت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۳-۱۱۴
- ۳۔ ایضاً ص ۱۱۷
- ۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، پیش لفظ مشمولہ سنکرت، اُردو لغت مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم ۲۰۰۷ء ص ۴
- ۵۔ ظہیر احمد صدیقی، پروفیسر مشمولہ تبصرہ سنکرت اُردو لغت ص ۳
- ۶۔ محمد انصار اللہ، ڈاکٹر، مقدمہ مشمولہ سنکرت اُردو لغت ص ۱۰
- ۷۔ شکیل پٹانی، ڈاکٹر، تہذیبی خدوخال، اردو سخن چوک اعظم (ایہ) اشاعت اول نومبر ۲۰۱۵ء ص ۶۴